ثانوی زبان کی معاون درسی کتاب

سَب رنگ

نویں جماعت کے لیے

حصّہ 4

4924

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

NATIONAL COUNCIL OF EDUCATIONAL RESEARCH AND TRAINING

© NCERT not to be republished

Sub Rang, Urdu S/R Textbook
for Class IX

ISBN 978-93-5007-149-6

جُملہ حقوق محفوظ

- ناشر کی پہلے سے اجازت حاصل کیے بغیر، اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ پیش کرنا، یادداشت کے ذریعے بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا یا برقیاتی، میکانیکی، فوٹو کاپینگ، ریکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اس کی ترسیل کرنا منع ہے۔
- اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جا رہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر، اس شکل کے علاوہ جس میں کہ یہ چھاپی گئی ہے یعنی، اس کی موجودہ جلد بندی اور سرورق میں تبدیلی کر کے، تجارت کے طور پر نہ تو مستعار دیا جا سکتا ہے، نہ دوبارہ فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جا سکتا ہے۔
- کتاب کے صفحہ پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے۔ کوئی بھی نظر ثانی شدہ قیمت چاہے وہ ربر کی مہر کے ذریعے یا چپّی یا کسی اور ذریعے ظاہر کی جائے تو وہ غلط متصوّر ہوگی اور ناقابلِ قبول ہوگی۔

پہلا ایڈیشن

مارچ 2011 چیتر 1932
فروری 2019 ماگھ 1940

PD 2H SPA

© نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ 2011

قیمت : ₹ 30.00

این سی ای آر ٹی کے پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیمپس
شری اروندو مارگ
نئی دہلی - 110016 فون 011-26562708

108,100 فٹ روڈ ہوسڈے کیرے ہیلی
ایکسٹینشن بنا شنکری III اسٹیج
بنگلور - 560085 فون 080-26725740

نوجیون ٹرسٹ بھون
ڈاک گھر، نوجیون
احمد آباد - 380014 فون 079-27541446

سی ڈبلیو سی کیمپس
بمقابل ڈھانکل بس اسٹاپ، پانی ہاٹی
کولکتہ - 700114 فون 033-25530454

سی ڈبلیو سی کامپلیکس
مالی گاؤں
گوہاٹی - 781021 فون 0361-2674869

اشاعتی ٹیم

ہیڈ، پبلی کیشن ڈویژن	:	محمد سراج انور
چیف ایڈیٹر	:	شویتا اُپّل
چیف بزنس منیجر	:	ابیناش کلّو
چیف پروڈکشن آفیسر	:	ارون چتکارا
ایڈیٹر	:	سید پرویز احمد
پروڈکشن اسسٹنٹ	:	اوم پرکاش

سرورق
اروپ گپتا

این سی ای آر ٹی واٹر مارک 80 جی ایس ایم کاغذ پر شائع شدہ

سکریٹری، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، شری اروندو مارگ، نئی دہلی نے
میں چھپوا کر
پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ سے شائع کیا۔

© NCERT not to be republished

پیش لفظ

’قومی درسیات کا خاکہ 2005‘ میں سفارش کی گئی ہے کہ بچّوں کی اسکولی زندگی، ان کی باہر کی زندگی سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ یہ زاویۂ نظر کتابی علم کی اُس روایت کی نفی کرتا ہے جس کے باعث آج تک ہمارے نظام میں اسکول، گھر اور سماج کے درمیان فاصلے حائل رہے ہیں۔ نئے قومی درسیات پر مبنی نصاب اور درسی کتابوں کی تیاری اسی بنیادی مقصد پر عمل آوری کی ایک کوشش کہی جا سکتی ہے۔ اس کوشش میں مختلف مضامین کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے اور رٹ کر پڑھنے کے طریقۂ کار کی حوصلہ شکنی بھی شامل ہے۔ ہمیں امّید ہے کہ ان اقدامات سے قومی تعلیمی پالیسی (1986) میں مذکور تعلیم کے ’طفل مرکوز نظام‘ کی طرف مزید پیش رفت ہوگی۔

اس کوشش کی کامیابی کا انحصار ان اقدامات پر ہے کہ اسکولوں کے پرنسپل اور اساتذہ اپنے تاثرات خود ظاہر کرنے اور ذہنی سرگرمیوں اور سوالوں کے ذریعے سیکھنے کے سلسلے میں بچّوں کی ہمّت افزائی کریں۔ ہمیں یہ ضرور تسلیم کرنا چاہیے کہ بچّوں کو اگر موقع، وقت اور آزادی دی جائے تو وہ بڑوں سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر نئی معلومات مرتب کرتے ہیں۔ آموزش کے دوسرے ذرائع اور محلِ وقوع کو نظر انداز کرنے کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب، مجوّزہ نصابی کتاب کو امتحان کے لیے واحد ذریعہ بنانا ہے۔ بچّوں کے اندر تخلیقی صلاحیت اور پیش قدمی کے رجحان کو فروغ دینا اُسی وقت ممکن ہے جب ہم آموزشی عمل میں بچّوں کو بہ حیثیت شریک کار قبول کریں اور ان سے اُسی طرح پیش آئیں۔ انھیں محض مقرّرہ معلومات کا جانکار نہ سمجھیں۔

یہ مقاصد اسکول کے نظام الاوقات (Time - Table) اور طریقۂ کار میں معقول تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ روزمرّہ معمولات میں نرمی کی اتنی ہی اہمیت یا ضرورت ہے جتنی کہ سالانہ کیلینڈر کے

© NCERT not to be republished

نفاذ اورمحنت کی، تاکہ تدریس کے لیے دستیاب مدّت کو حقیقتاً تدریس کے لیے وقف کیا جاسکے۔ تدریس اوراندازِ قدر کے طریقوں سے بھی اس امر کا تعین ہوگا کہ یہ درسی کتاب بچّوں میں ذہنی تناؤ اوراکتاہٹ پیدا کرنے کے بجائے ان کی اسکولی زندگی کو خوش گوار بنانے میں کس حد تک موثر ثابت ہوتی ہے۔ نصابی بوجھ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے نصاب سازوں نے مختلف سطحوں پر معلومات کی تشکیل نو اور اُسے نیا رخ دینے کی غرض سے بچّوں کی نفسیات اور تدریس کے لیے دستیاب وقت پر زیادہ سنجیدگی کے ساتھ توجّہ دی ہے۔ اس مخلصانہ کوشش کو مزید بہتر بنانے کے لیے یہ درسی کتاب سوچنے اور حیرتوں کو جگائے رکھنے، چھوٹے گروپوں میں بحث ومباحثہ کو فروغ دینے اور عملاً انجام دی جانے والی سرگرمیوں کو زیادہ اوّلیت دیتی ہے۔

این سی ای آر ٹی اس کتاب کے لیے تشکیل دی جانے والی ''کمیٹی برائے درسی کتاب'' کی مخلصانہ کوششوں کی شکر گزار ہے۔ کونسل زبانوں کی مشاورتی کمیٹی برائے زبان کے چیئرمین پروفیسر نامورسنگھ اور اس کتاب کے خصوصی صلاح کار پروفیسر شمیم حنفی کی ممنون ہے۔ اس درسی کتاب کی تیاری میں جن اساتذہ نے حصّہ لیا، ہم ان کے متعلقہ اداروں کے بھی شکر گزار ہیں۔ ہم ان سبھی اداروں اور تنظیموں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنے وسائل، مآخذ اور عملے کی فراہمی میں فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ ہم وزارت برائے فروغ انسانی وسائل، حکومتِ ہند کے شعبے برائے ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کی جانب سے پروفیسر مرنال مری اور پروفیسر جی۔ پی۔ دیش پانڈے کی سربراہی میں تشکیل شدہ نگراں کمیٹی (مانیٹرنگ کمیٹی) کے اراکین کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنا قیمتی وقت اور تعاون ہمیں دیا۔ باضابطہ اصلاح اوراپنی اشاعت کے معیار کو مسلسل بہتر بنانے کے مقصد کی پابند ایک تنظیم کے طور پر این سی ای آر ٹی تمام مشوروں اور آرا کا خیر مقدم کرتی ہے تاکہ کتاب کو مزید غور وفکر کے بعد اور زیادہ کار آمد اور بامعنی بنایا جاسکے۔

نئی دہلی
مارچ 2010

ڈائریکٹر
نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

© NCERT not to be republished

اس کتاب کے بارے میں

جدید ہندوستانی زبانوں میں اردو کو خاص مقام حاصل ہے۔ یہ زبان ملک کے مختلف ریاستوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ سہ لسانی فارمولے کے تحت بھی اردو کی تعلیم پر توجہ دی جاتی ہے۔

'قومی درسیات کا خاکہ، 2005' کی سفارشات کی روشنی میں مادری زبان کی تعلیم کے لیے پہلی جماعت سے بارھویں جماعت تک اردو میں درسی اور معاون درسی کتب پہلے ہی مہیّا کی جا چکی ہیں۔ ثانوی زبان کی تعلیم کے لیے چھٹی سے دسویں جماعت تک اور تیسری زبان کے لیے ساتویں سے دسویں کے لیے درسی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ کونسل نے طلبا میں پڑھنے کی صلاحیتوں میں مزید اضافے کے پیشِ نظر نویں اور دسویں جماعتوں کے لیے معاون درسی کتب تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ طے کیا گیا ہے کہ نویں جماعت کی معاون درسی کتاب شعری اصناف پر اور دسویں جماعت کی معاون درسی کتاب نثری اصناف پر مشتمل ہوگی۔

زیرِ نظر معاون درسی کتاب 'سب رنگ' نویں جماعت کے طلبا کے لیے تیار کی گئی ہے۔ امّید کی جاتی ہے کہ اس کے مطالعے سے طلبا میں اردو پڑھنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا اور وہ مختلف اصناف سے متعارف ہو سکیں گے۔

© NCERT not to be republished

© NCERT not to be republished

کمیٹی برائے درسی کتاب

چیئرمین، مشاورتی کمیٹی برائے زبان

نامور سنگھ، پروفیسر ایمریٹس، ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

خصوصی صلاح کار

شمیم حنفی، پروفیسر ایمریٹس، شعبۂ اردو، جامعہ ملّیہ اسلامیہ، نئی دہلی

چیف کوآرڈی نیٹر

رام جنم شرما، سابق پروفیسر اور ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اراکین

آفتاب احمد آفاقی، اسسٹینٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی، اتّر پردیش

اِبنِ کنول، پروفیسر، شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی

ارشد عبدالحمید، لکچرر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ پی جی کالج، ٹونک، راجستھان

اقبال مسعود، جوائنٹ سکریٹری، ایم پی اردو اکیڈمی، بھوپال، مدھیہ پردیش

انور پاشا، ایسو سی ایٹ پروفیسر، ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

بلال رفیق شاہ، ایسو سی ایٹ پروفیسر، کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، برزولا، سری نگر

حدیث انصاری، صدر، شعبۂ اردو، اسلامیہ کریمیہ پی جی کالج، مدھیہ پردیش

حمید سہروردی، ریٹائرڈ پروفیسر، گلبرگہ، کرناٹک

حیات غنی خاں، اردو ٹیچر، گورنمنٹ گرلز اَپر پرائمری اسکول، اندرکوٹ، اجمیر، راجستھان

© NCERT not to be republished

خالد سیف اللہ، اسسٹینٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش
خان شاہد وہاب، ٹی جی ٹی، اردو، گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر، نئی دہلی
خواجہ محمد اکرام الدین، ایسو سی ایٹ پروفیسر، ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی
راجیش مشرا، ریڈر، ڈی، ای، ایس، ایس ایچ، آر آئی ای، اجمیر، راجستھان
سادات خاں، اسسٹینٹ ریجنل ڈائریکٹر، بھوپال ریجنل سینٹر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، بھوپال، مدھیہ پردیش
سہیل احمد چشتی، ٹی جی ٹی، اردو، ڈی ایم اسکول، آر آئی ای، اجمیر، راجستھان
سیّد رضا حیدر، ریسرچ آفیسر، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی
سیّد محمد ہاشم، پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش
سید یحییٰ نشیط، ریٹائرڈ پرنسپل، وسنت راؤ نائک اردو ہائی اسکول، کل گاؤں، مہاراشٹر
شاہد الحق چشتی، لکچرر، اردو، گورنمنٹ ہائر سکنڈری اسکول، کشن گڑھ، اجمیر، راجستھان
شاہد پرویز، ریجنل ڈائرکٹر، دہلی ریجنل سینٹر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، نئی دہلی
شاہدہ پروین، پی جی ٹی، اردو، جامعہ سینئر سیکنڈری اسکول، جامعہ نگر، نئی دہلی
شعیب رضا خاں، اردو آفیسر، این آئی او ایس، نوئیڈا، اتر پردیش
شمیم احمد، اسسٹینٹ پروفیسر، شعبۂ اردو اور فارسی، سینٹ اسٹیفنس کالج، دہلی یونیورسٹی، دہلی
شہزاد انجم، ایسو سی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ ملّیہ اسلامیہ، نئی دہلی
صغرا مہدی، ریٹائرڈ پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ ملّیہ اسلامیہ، نئی دہلی
صغیر اختر، ٹی جی ٹی، اردو، مظہر الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول، فراش خانہ، دہلی
ضیاء الرحمٰن صدیقی، ایسو سی ایٹ پروفیسر، اردو ٹیچر ریسرچ سینٹر، سولن، اترا کھنڈ
طارق سعید، صدر، شعبۂ اردو، ساکیت پی جی کالج، اودھ یونیورسٹی، فیض آباد، اتر پردیش
ظہیر رحمتی، اسسٹینٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، ذاکر حسین، پی جی ایوننگ کالج، نئی دہلی

عارف حسن خاں، ایسو سی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، ہندو کالج، مرادآباد، اتر پردیش
عارف عثمانی، ٹی جی ٹی، اردو، اینگلو عربک سینئر سیکنڈری اسکول، اجمیری گیٹ، دہلی
عبدالحق، ریٹائرڈ پروفیسر، شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی
عبدالمعبود خاں، اردو ٹیچر، گورنمنٹ معینہ اسلامیہ سینئر سیکنڈری اسکول، اجمیر، راجستھان
عتیق اللہ، ریٹائرڈ پروفیسر، شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی
فاروق بخشی، صدر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ پی جی کالج، جھالاواڑ، راجستھان
فیروز عالم، اسسٹینٹ پروفیسر، ڈی ڈی ای، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد، آندھرا پردیش
قمر جہاں بیگم، صدر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ پی جی کالج، کوٹہ، راجستھان
قمرالہدیٰ فریدی، ایسو سی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش
ماہ طلعت علوی، ٹی جی ٹی، اردو، جامعہ مڈل اسکول، جامعہ نگر، نئی دہلی
محمد احسن، ریجنل ڈائریکٹر، بھوپال ریجنل سینٹر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، بھوپال، مدھیہ پردیش
مظفر حنفی، ریٹائرڈ پروفیسر، اقبال چیئر، کولکاتا
محمد نفیس حسن، ٹی جی ٹی، اردو، گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول (اردو میڈیم) اجمیری گیٹ، دہلی
محمد نورالحق، صدر، شعبۂ اردو، بریلی کالج، بریلی، اتر پردیش
نادرہ خاتون، صدر، شعبۂ اردو، جے ڈی بی گرلس گورنمنٹ کالج، کوٹہ، راجستھان
معین الدین جینابڑے، پروفیسر، ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی
ندیم احمد، اسسٹینٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ ملیّہ اسلامیہ، نئی دہلی
یاسمین خاں، ایسو سی ایٹ پروفیسر، اردو، ایم پی راجیہ شکشا کیندر، بھوپال، مدھیہ پردیش

ممبر کوآرڈی نیٹر

دیوان حنّان خاں، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
محمد نعمان خاں، ریٹائرڈ پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

© NCERT not to be republished

اظہارِ تشکّر

اس کتاب میں ناصرؔ کاظمی کی نظم 'بارش کی دُعا' جوشؔ ملیح آبادی کی نظم 'رَب کی نعمتیں'، علی سرؔدار جعفری کی نظم 'نوالا'، ساحرؔ لدھیانوی کی نظم 'اے وطن کی سرزمیں!' اور جاں نثار اخترؔ کی نظم 'کب ترے حُسن سے انکار کیا ہے میں نے' شامل ہے۔کونسل ان سبھی شاعروں کے وارثین کی شکر گزار ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں ڈی ٹی پی آپریٹر ساجد خلیل فلاحی، فرّخ فاطمہ، ابوالحسن، ابوطلحہ اور کمپیوٹر انچارج پرش رام کوشک نے پوری دل چسپی کے ساتھ حصّہ لیا ہے۔کونسل ان سب کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

© NCERT not to be republished

ترتیب

پیش لفظ		iii
اس کتاب کے بارے میں		v
1۔ بارش کی دُعا	ناصر کاظمی	1-4
2۔ پرندے کی فریاد	محمد اقبال	5-9
3۔ شملہ	اختر شیرانی	10-14
4۔ ایک بچّہ اور جگنو کی باتیں	اسمٰعیل میرٹھی	15-19
5۔ مُکافاتِ عمل	نظیر اکبر آبادی	20-24
6۔ آبِ رواں	اکبر الہ آبادی	25-29
7۔ رَب کی نعمتیں	جوش ملیح آبادی	30-34
8۔ نِوا لا	علی سردار جعفری	35-38
9۔ اے وطن کی سرزمیں !	ساحر لدھیانوی	39-42
10۔ کب ترے حُسن سے انکار کیا ہے میں نے	جاں نثار اختر	43-46

© NCERT not to be republished

© NCERT not to be republished

ناصؔر کاظمی

(1925-1972)

ناصؔر کاظمی انبالہ میں پیدا ہوئے۔ تقسیمِ وطن سے قبل ہی وہ ایک شاعر کی حیثیت سے کافی مشہور ہو چکے تھے۔ 1947 کے بعد پاکستان جا کر لاہور میں سکونت اختیار کر لی۔

ناصر کاظمی نے اُس دور میں غزل گوئی کی جب زیادہ تر شعرا نظم گوئی کی طرف مائل تھے۔ ناصر کاظمی نے روایتی غزل سے الگ ایک راہ نکالی جو زبان و بیان کے اعتبار سے نئی ہے جس میں آج کے انسان کے کرب کو پیش کیا گیا ہے۔ ان غزلوں کی ایک بڑی خوبی لہجے کا دھیما پن اور احساس کی تازگی ہے۔ آزادی کے بعد کی غزل پر ناصر کاظمی کا گہرا اثر ہے۔

ناصر کاظمی کی غزل کے مشہور مجموعے 'برگِ نَے' اور 'دیوان' ہیں۔ ان کا تیسرا مجموعہ 'پہلی بارش' ان کے انتقال کے بعد 1975 میں شائع ہوا۔ اب کلیّات بھی منظر عام پر آ چکا ہے۔

© NCERT not to be republished

بارش کی دُعا

4924CH01

اَے داتا بادل برسا دے
فصلوں کے پرچم لہرا دے
دیس کی دولت دیس کے پیارے
سُوکھ رہے ہیں کھیت ہمارے
اِن کھیتوں کی پیاس بجُھا دے
اَے داتا بادل برسا دے
یُوں برسیں رحمت کی گھٹائیں
داغ پُرانے سب دُھل جائیں

© NCERT not to be republished

اب کے برس وہ رنگ جما دے
اَے داتا بادل برسا دے

کھیتوں کو دانوں سے بھر دے
مُردہ زمیں کو زندہ کر دے

تُو سُنتا ہے سب کی دُعائیں
داتا ہم کیوں خالی جائیں

ہم کو بھی محنت کا صِلہ دے
اَے داتا بادل برسا دے

(ناصرؔ کاظمی)

© NCERT not to be republished

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

داتا	:	دینے والا، خُدا
پَرچم	:	جھَنڈا
رحمت	:	کرم، مہربانی
داغ	:	دھبّا، مُراد دُکھ درد
رنگ جمانا (محاورہ)	:	اثر دکھانا
صِلہ	:	بدلہ

ii۔ سوچیے اور بتایئے

1۔ شاعر کیا دُعا مانگ رہا ہے؟

2۔ فصلوں کے پرچم لہرانے کا کیا مطلب ہے؟

3۔ کھیتوں کو دیس کی دولت کیوں کہا گیا ہے؟

4۔ بارش نہ ہونے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

5۔ ''مُردہ زمیں کو زندہ کردے'' سے کیا مراد ہے؟

© NCERT not to be republished

(1877-1938)

محمد اقبؔال

اقبؔال کا شمار اردو کے بلند مرتبہ شاعروں میں ہوتا ہے۔ وہ سیالکوٹ، (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ چرچ مشن اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے کیا۔ انگلستان سے بیرسٹری اور جرمنی سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

اقبال کی شاعری میں فکر و خیال کی گہرائی ملتی ہے انھیں فلسفی شاعر کہا جاتا ہے۔ انھوں نے وطن سے محبت اور بچّوں سے متعلق بہت سی اچھی نظمیں کہی ہیں۔ اقبال نے اپنی نظموں کے ذریعے بچّوں کو سچّائی، محبّت، انصاف، ہمدردی، مل جل کر رہنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا پیغام دیا ہے۔ 'ترانۂ ہندی'، 'پہاڑ اور گلہری'، 'جگنو'،'ہمدردی'، 'پرندے کی فریاد' اور 'ماں کا خواب' وغیرہ ان کی مشہور نظمیں ہیں۔

اقبال کی شاعری میں حرکت و عمل اور انسان دوستی کا پیغام ملتا ہے۔ 'بانگِ درا' اور 'بالِ جبرئیل' ان کی اردو شاعری کے اہم مجموعے ہیں۔ ان کے کلام کا ترجمہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے۔

© NCERT not to be republished

پَرندے کی فریاد

4924CH02

آتا ہے یاد مجھکو گُزرا ہوا زمانا   وہ باغ کی بہاریں وہ سب کا چہچہانا
آزادیاں کہاں وہ ، اب اپنے گھوٗنسلے کی   اپنی خوشی سے آنا ، اپنی خوشی سے جانا
لگتی ہے چوٹ دِل پر آتا ہے یادِ جس دَم   شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا
وہ پیاری پیاری صورت، وہ کامنی سی مورت   آباد جس کے دَم سے تھا میرا آشیانا

آتیں نہیں صدائیں اُس کی مِرے قفس میں
ہوتی مِری رِہائی اے کاش میرے بس میں

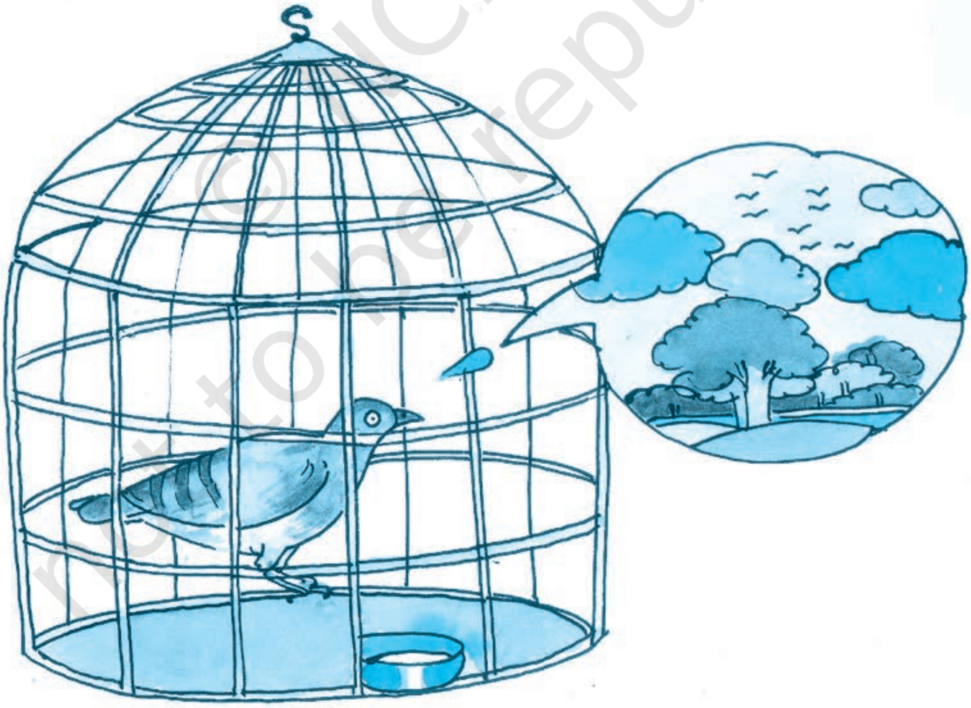

© NCERT not to be republished

کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں
ساتھی تو ہیں وطن میں، مَیں قید میں پڑا ہوں

آئی بہار کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں
میں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں

اِس قید کا اِلٰہی دُکھڑا کِسے سناؤں
ڈر ہے یہیں قفس میں، مَیں غم سے مر نہ جاؤں

جب سے چمن چھُٹا ہے یہ حال ہوگیا ہے
دِل غم کو کھا رہا ہے، غم دل کو کھا رہا ہے

گانا اِسے سمجھ کر خوش ہوں نہ سننے والے
دُکھّے ہوئے دِلوں کی فریاد یہ صَدا ہے

آزاد مجھ کو کردے او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی، تُو چھوڑ کر دُعا لے

(محمد اقبالؔ)

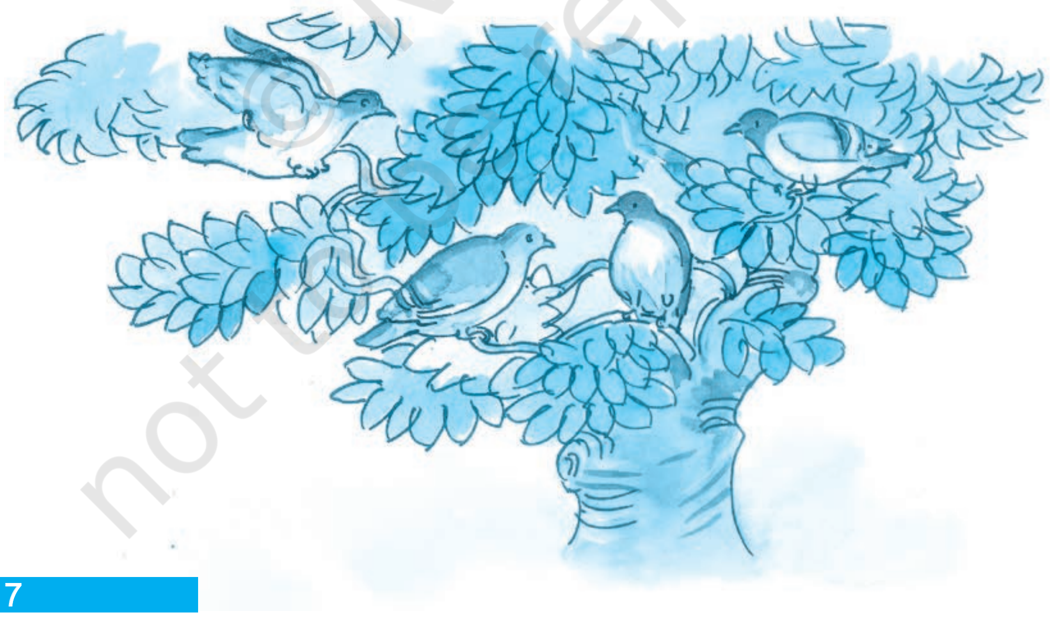

© NCERT not to be republished

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

فریاد	:	دُہائی
دَم	:	وقت، وجہ
شبنم	:	اوس
کامنی	:	ایک پھول کا نام، حسین اور نازک
آشیانا / آشیانہ	:	گھونسلا
صَدا	:	آواز
قفس	:	پنجرہ
کاش	:	کیا ہی اچھا ہو، خدا کرے
چمن	:	باغ

ii۔ سوچیے اور بتایئے

1۔ پرندے کو گزرا ہوا زمانہ کیوں یاد آرہا ہے؟

2۔ پرندہ جب آزاد تھا تو اس کی زندگی کیسی تھی؟

3۔ ’’لگتی ہے چوٹ دِل پر آتا ہے یاد جس دَم‘‘ اس مصرعے میں چوٹ لگنے سے کیا مراد ہے؟

© NCERT not to be republished

4۔ پرندے نے اپنے آپ کو بدنصیب کیوں کہا ہے؟

5۔ پرندہ کیا فریاد کر رہا ہے؟

© NCERT not to be republished

اختر شیرانی

(1905-1942)

محمد داؤد خاں اختر شیرانی راجستھان کے شہر ٹونک میں پیدا ہوئے۔ وہ اردو کے مشہور محقّق اور ادیب حافظ محمود خاں شیرانی کے بیٹے تھے۔ ریاست ٹونک کا ماحول نہایت علم پرور اور زبان و ادب کو فروغ دینے والا تھا۔ اختر شیرانی کی پرورش اسی ماحول میں ہوئی۔

اُنھیں فطرت سے بے پناہ لگاؤ تھا۔ اُنھوں نے اپنی نظموں میں قدرتی مناظر کو خوب صورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اختر شیرانی کو رومانی شاعر کہا جاتا ہے۔ ان کی نظموں کا ایک اور اہم موضوع حُبّ الوطنی ہے۔ ان کی نظموں میں اپنی دھرتی اور اس کے حُسن کے جلووں کا عکس جھلکتا ہے۔ ان کی شاعری میں گیتوں جیسی روانی اور نغمگی ہے۔

نظم، گیت اور سانیٹ ان کی پسندیدہ اصناف ہیں۔ اُن کا کلام ''کلّیاتِ اختر شیرانی'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

© NCERT not to be republished

4924CH03

شِملہ

لوگ گرمی میں شملے جاتے ہیں ٹھنڈے موسم کا لُطف اٹھاتے ہیں
کتنی شفّاف ہے فضا اِس کی کس قدر صاف ہے ہَوا اِس کی
اوُدی اوُدی گھٹائیں چھاتی ہیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں
ابھی بادل ہیں اور ابھی ہے دھوپ دیکھو! قدرت کے یہ انوکھے روُپ
گر صفائی کے حال کو دیکھیں آپ شملے کی مال کو دیکھیں
کتنی سُتھری ہے ہر دُکان یہاں کتنا اچھّا ہے ہر مکان یہاں
ہوٹلوں کی نفاستیں دیکھو کوٹھیوں کی عمارتیں دیکھو
سبزہ وادی میں لہلہاتا ہے پھِرنے والوں کا جی لُبھاتا ہے
اوُنچے پیڑوں کی ہے بہار یہاں ہیں کھڑے چیڑ دیودار یہاں

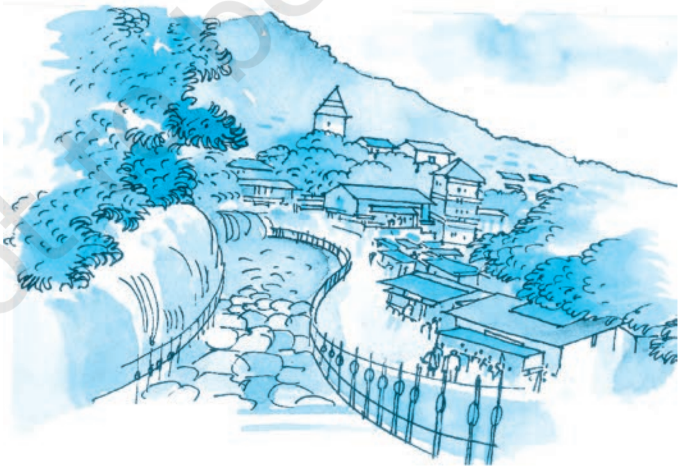

© NCERT not to be republished

ہیں بلندی پہ ہر مکان سے یہ
بادل اتنے قریب ہوتے ہیں
راستہ گر کہیں سے پاتے ہیں
یوں تو ہر منظر اِس کا پیارا ہے
جب ہوں بجلی کے قُمقُمے روشن
قُمقُمے کیا ہیں کچھ ستارے ہیں
شعلے سے اُڑتے ہیں فضاؤں میں

بات کرتے ہیں آسمان سے یہ
پیار سے مُنہ زمیں کا دھوتے ہیں
بند کمروں میں بھی گُھس آتے ہیں
رات کا اور ہی نظارہ ہے
دیکھو اُس وقت شملے کا جوبن
آسماں نے یہاں اُتارے ہیں
شمعیں آوارہ ہیں ہواؤں میں

(اختر شیرانی)

© NCERT not to be republished

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

لُطف	:	مزا
شفّاف	:	صاف، سُتھرا
فضا	:	ماحول
اودا	:	گہرا جامنی رنگ
مال	:	شملے کی ایک مشہور سڑک کا نام
نفاست	:	صفائی، پاکیزگی
سبزہ	:	ہریالی، گھاس
چیڑ	:	ایک درخت کا نام
دیودار	:	ایک درخت کا نام
نظارہ	:	منظر
قُمقُمے	:	بلب
جوبن	:	خوب صورتی، حُسن

© NCERT not to be republished

ii۔ سوچیے اور بتائیے

1۔ لوگ گرمی میں شِملہ کیوں جاتے ہیں؟

2۔ شِملہ میں قدرت کے کون کون سے انوکھے روپ نظر آتے ہیں؟

3۔ شاعر نے بادلوں کے بارے میں کیا کہا ہے؟

4۔ شِملے کا جوبن کس وقت دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے؟

5۔ شاعر نے قُمقُموں کی تعریف میں کیا کہا ہے؟

© NCERT not to be republished

2019-20

اسمٰعیل میرٹھی

(1844-1917)

محمد اسمٰعیل میرٹھی کی پیدائش میرٹھ میں ہوئی۔ اُنھیں بچپن سے پڑھنے لکھنے کا شوق تھا۔ اپنے شوق اور محنت سے اُنھوں نے بڑی ترقّی کی۔ کم عمری میں ملازم ہوگئے۔ علم وادب کی دنیا میں نام پیدا کیا۔

اردو اور فارسی کے اُستاد کی حیثیت سے انھوں نے بچّوں کی نفسیات، ذوق وشوق، دل چسپی، پسند اور ناپسند کا خیال رکھتے ہوئے نظمیں لکھیں اور اردو کی درسی کتابیں تیار کیں۔ یہ کتابیں ہر زمانے میں مقبول ہوئیں اور آج بھی شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔

اسمٰعیل میرٹھی نے ان کتابوں میں آسان اور سادہ زبان استعمال کی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑے نتائج پیدا کرنا اسمٰعیل میرٹھی کا خاص انداز ہے۔ بلاشبہ وہ آج بھی بچّوں کے پسندیدہ اور اہم شاعر ہیں۔

© NCERT not to be republished

4924CH04

ایک بچّہ اور جُگنو کی باتیں

سناؤں تمھیں بات اِک رات کی ۔۔۔ کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی
چمکنے سے جگنو کے تھا اِک سماں ۔۔۔ ہَوا پر اُڑیں جیسے چِنگاریاں
پڑی ایک بچّے کی اُن پر نظر ۔۔۔ پکڑ ہی لیا ایک کو دوڑ کر
چمک دار کیڑا جو بھایا اُسے ۔۔۔ تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھُپایا اُسے
وہ جھَم جھَم چمکتا اِدھر سے اُدھر ۔۔۔ پھِرا، کوئی رستہ نہ پایا مگر
تو غمگین قیدی نے کی اِلتجا ۔۔۔ کہ چھوٹے شکاری! مجھے کر رِہا

© NCERT not to be republished

جگنو

خدا کے لیے چھوڑ دے چھوڑ دے　　مِری قید کے جال کو توڑ دے

بچّہ

کروں گا نہ آزاد اُس وقت تک　　کہ میں دیکھ لوں دن میں تیری چمک

جگنو

چمک میری دن میں نہ دیکھو گے تم　　اُجالے میں ہو جائے گی وہ تو گُم

بچّہ

ارے چھوٹے کیڑے نہ دے دَم مجھے　　کہ ہے واقفیت ابھی کم مجھے
اُجالے میں دن کے کھُلے گا یہ حال　　کہ اتنے سے کیڑے میں ہے کیا کمال
دھواں ہے نہ شعلہ نہ گرمی نہ آنچ　　چمکنے کی تیری کروں گا میں جانچ

جگنو

یہ قدرت کی کاری گری ہے جناب　　کہ ذرّے کو چمکائے جوں آفتاب
مجھے دی ہے اِس واسطے یہ چمک　　کہ تم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹھِٹھک
نہ الّھڑپنے سے کرو پائمال　　سنبھل کر چلو آدمی کی سی چال

(اسمٰعیل میرٹھی)

not to be republished © NCERT

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

سماں	:	منظر
غمگین	:	اُداس
اِلتجا	:	درخواست، گذارش
رِہا	:	آزاد
دَم دینا (محاورہ)	:	دھوکا دینا
واقفیت	:	جانکاری
جوں	:	جیسے، جس طرح
کاری گری	:	ہُنر، فن
آفتاب	:	سورج
الّھڑ پن	:	بھولا پن، نادانی
پائمال کرنا	:	روندنا، کُچلنا

ii۔ سوچیے اور بتایئے

1۔ جگنو کے چمکنے سے کیسا سماں تھا؟

2۔ جگنو کو دیکھ کر بچّے نے کیا کیا؟

© NCERT not to be republished

3۔ جگنو نے بچّے سے کیا فریاد کی؟

4۔ بچّہ جگنو کے بارے میں کیا جانچ کرنا چاہتا تھا؟

5۔ جگنو نے بچّے کو کیا صلاح دی؟

© NCERT not to be republished

نظیؔر اکبر آبادی

(1740-1830)

نظیؔر اکبر آبادی کا پورا نام ولی محمد تھا۔ وہ دہلی میں پیدا ہوئے۔ کچھ عرصے بعد آگرے میں بس گئے۔ نظیر عوامی شاعر تھے۔ اُن کی شاعری میں ہندوستانی ماحول اور تہذیب کی جھلکیاں ملتی ہیں۔

انھوں نے یہاں کے موسموں، میلوں، تہواروں اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بہت سی نظمیں لکھی ہیں۔

عام موضوعات کو سیدھی سادی زبان میں بیان کرنا نظیر کی بہت بڑی خوبی ہے۔ ان کے پاس الفاظ کا غیر معمولی ذخیرہ تھا۔ وہ موقع اور موضوع کے اعتبار سے مناسب الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔

انھوں نے اپنی شاعری میں مقامی الفاظ کا کثرت سے استعمال کیا ہے۔ ’روٹیاں‘، ’بنجارا نامہ‘، ’مُفلسی‘، ’ہولی‘، ’آدمی نامہ‘ اور ’کرشن کنھیّا کا بال پن‘ وغیرہ ان کی مشہور نظمیں ہیں۔

© NCERT not to be republished

4924CH05

مُکافاتِ عمل

ہے دنیا جس کا نام میاں یہ اور طرح کی بستی ہے　　جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سَستوں کو یہ سَستی ہے
یاں ہر دَم جھگڑے اُٹھتے ہیں ہر آن عدالت بستی ہے　　گر مَست کرے تو مَستی ہے اور پَست کرے تو پَستی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عَدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ مِلے یاں سَودا دَست بَدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اُس کو بھی اور مان ملے　　جو پان کھلاوے پان ملے، جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے، احسان کرے احسان ملے　　جو جیسا جس کے ساتھ کرے پھر ویسا اُس کو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ مِلے یاں سَودا دَست بدستی ہے

© NCERT not to be republished

جو پار اُتارے اوروں کو اُس کی بھی ناؤ اُترنی ہے
جو غرق کرے پھر اُس کو بھی یاں ڈبکوں ڈبکوں کرنی ہے
شمشیر تبر بندوق سِناں اور نشتر تیر نہرنی ہے
یاں جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
ہے کھٹکا اُس کے ساتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا
اور غیب سے جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسی کو دے جھٹکا
چیرے کے بیچ میں چیرا ہے پٹکے کے بیچ جو ہے پٹکا
کیا کہیے اور نظیرؔ آگے، ہے زور تماشا جھٹ پٹ کا
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

(نظیرؔ اکبرآبادی)

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

مُکافاتِ عمل	:	اچھے اور بُرے کام کا بدلہ
پست	:	نیچا، بُرا
عدل پرستی	:	انصاف پسندی
دست بدستی	:	ہاتھوں ہاتھ
غرق کرنا	:	ڈبونا
شمشیر	:	تلوار
تبر	:	ایک قسم کی کلہاڑی
سِناں	:	نیزہ، بھالا
نشتر	:	ایک قسم کا چاقو
نہرنی	:	ناخن کاٹنے کا آلہ
کھٹکا	:	ڈر، دھوکا
غیب سے	:	قدرت کی طرف سے
چیرا	:	ایک قسم کی خوب صورت پگڑی
پٹکا	:	کمر پر باندھنے کا پٹّہ

© NCERT not to be republished

ii۔ سوچیے اور بتائیے

1۔ شاعر نے دنیا کو اور طرح کی بستی کیوں کہا ہے؟

2۔ انسان کو اچھا عمل کیوں کرنا چاہیے؟

3۔ ''جیسی کرنی ویسی بھرنی''اِس کا کیا مطلب ہے؟

4۔ 'اس ہاتھ کر واُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے' کی وضاحت کیجیے؟

5۔ اس نظم کا مرکزی خیال کیا ہے۔

© NCERT not to be republished

اکبرالہ آبادی

(1846-1921)

اکبرالہ آبادی کا پورا نام سیّد اکبر حسین رضوی تھا۔ وہ قصبہ بارہ، ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پہلے مکتب اور پھر جمنا مشن اسکول میں داخل ہوئے۔ مختاری کا امتحان پاس کیا اور ترّقی کر کے 1892 میں جج ہوئے۔ انھیں خان بہادر کے خطاب سے نوازا گیا۔

اکبر کو شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ انھوں نے ابتدائی دور میں روایتی انداز کی غزلیں کہیں مگر اُنھیں جلد ہی اندازہ ہوگیا کہ اصلاحی شاعری ہی وقت کا تقاضا ہے۔ انھوں نے شاعری کو اصلاحِ قوم کے ایک موثّر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔

انگریزی تعلیم کے منفی اثرات اور انگریزی تہذیب کی اندھی تقلید پر بھرپور طنزیہ وار بھی کیے۔ اکبر طنزیہ اور مزاحیہ شاعری میں الگ پہچان رکھتے ہیں۔ انھوں نے عام فہم زبان کو دل آویز اور فن کارانہ انداز میں استعمال کیا ہے۔ انگریزی الفاظ سے بھی خوب فائدہ اٹھایا ہے۔

© NCERT not to be republished

آبِ رواں

4924CH06

اُچھلتا ہوا اور اُبلتا ہوا   اکڑتا ہوا اور مچلتا ہوا
پہاڑوں پہ سر کو پٹکتا ہوا   چٹانوں پہ دامن جھٹکتا ہوا
وہ پہلوئے ساحل دباتا ہوا   یہ سبزے پہ چادر بچھاتا ہوا
وہ گاتا ہوا اور بجاتا ہوا   یہ لہروں کو پیہم نچاتا ہوا
بپھرتا ہوا جوش کھاتا ہوا   بگڑ کر وہ کف منہ میں لاتا ہوا

وہ اونچے سُروں میں تموّج کا راگ
وہ خود جوش میں آکے لانا یہ جھاگ

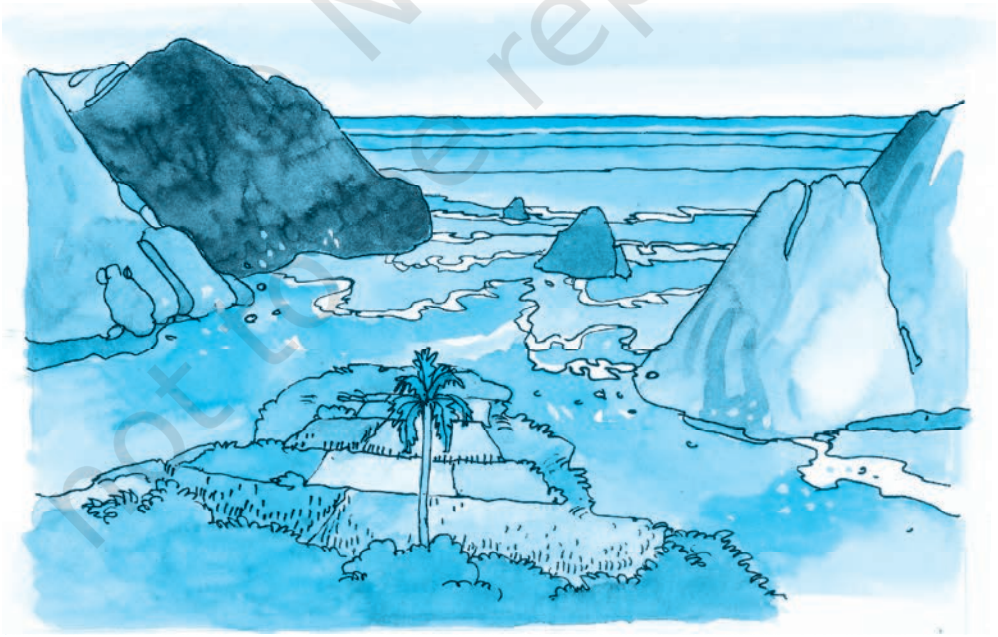

not to be republished NCERT

وہ روئے زمیں کو چھپاتا ہوا وہ خاکی کو سیمیں بناتا ہوا
گُل و خار یکساں سمجھتا ہوا ہر اک سے برابر الجھتا ہوا
بہاتا ہوا اور بہتا ہوا ہَوا کے طمانچوں کو سہتا ہوا
بلندی سے گِرتا گِراتا ہوا نشیبوں میں پھرتا پھراتا ہوا
وہ کھیتوں میں راہیں کترتا ہوا زمینوں کو شاداب کرتا ہوا
یہ تھالوں کی گودوں کو بھرتا ہوا وہ دھرتی پہ احسان دھرتا ہوا
چمکتا ہوا اور جھلکتا ہوا سنبھلتا ہوا اور چھلکتا ہوا
ہواؤں سے موجیں لڑاتا ہوا خیالوں کی فوجیں بڑھاتا ہوا

یونہی الغرض ہے یہ پانی رواں
بس اب دیکھ لیں شاعرِ نکتہ داں

(اکبرالہ آبادی)

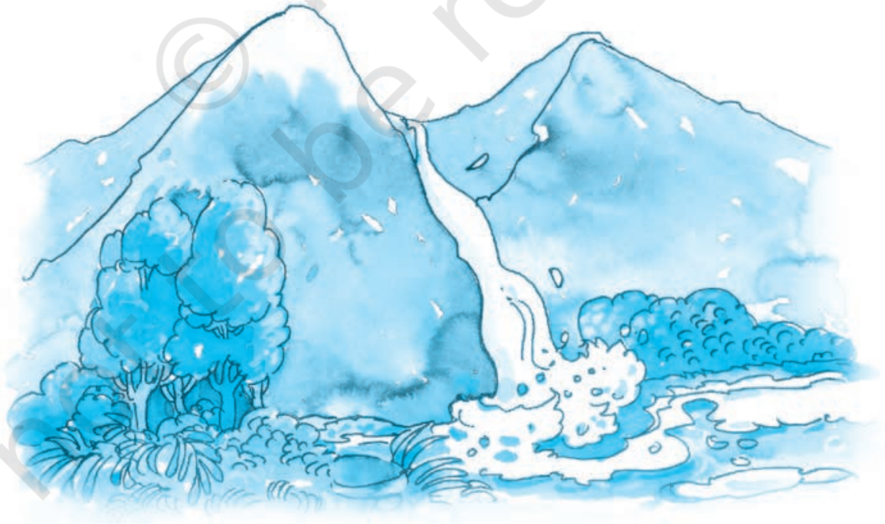

© NCERT not to be republished

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

پہلوئے ساحل	:	کنارے سے لگا ہوا
پیہم	:	ہمیشہ، مسلسل
بِپھرنا	:	غصّہ ہونا
کف	:	جھاگ
تموّج	:	موجیں اٹھنا
روئے زمین	:	زمین کی سطح
خاکی	:	مِٹّی جیسا، مٹّی کا
سیمیں	:	چاندی جیسا
گُل	:	پھول
خار	:	کانٹا
یکساں	:	ایک جیسا
نشیب	:	ڈھلان
شاداب	:	ہرا بھرا
تھالا	:	کیاری
الغرض	:	آخرکار، غرض یہ کہ
نکتہ داں	:	باریکیوں کو سمجھنے والا

© NCERT not to be republished

ii۔ سوچیے اور بتائیے

1۔ اس نظم میں پانی کو کن مقامات سے گزرتے ہوئے دکھایا گیا ہے؟

2۔ ''یہ سبزے پہ چادر بچھاتا ہوا'' اس کا کیا مطلب ہے؟

3۔ خاکی کو سیمیں بنانے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

4۔ شاعر نے یہ کیوں کہا کہ دریا دَھرتی پہ احسان دھرتا ہے؟

5۔ اُن لفظوں کی نشاندہی کیجیے جن کے اتار چڑھاؤ سے شاعر نے پانی کے بہنے کا احساس پیدا کیا ہے؟

© NCERT not to be republished

(1894-1982)

جوشؔ ملیح آبادی

© NCERT not to be republished

جوشؔ کا اصل نام شبیّر حسن خاں اور تخلّص جوشؔ تھا۔ وہ ملیح آباد کے ایک زمین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا فقیر محمد خاں گویاؔ اور والد بشیر احمد خاں بشیرؔ معروف شاعر تھے۔ جوشؔ کی تربیت علمی اور ادبی ماحول میں ہوئی۔ وہ کم عمری میں شعر کہنے لگے تھے۔ انھوں نے عزیزؔ لکھنوی سے اصلاح لی۔ حیدر آباد میں ملازمت کی۔ کچھ دنوں تک وہاں رہنے کے بعد دہلی آئے اور رسالہ 'کلیم' جاری کیا۔ آل انڈیا ریڈیو سے بھی تعلق رہا۔ پھر سرکاری رسالہ 'آج کل' کے مدیر رہے۔

جوشؔ نے مختلف شعری اصناف میں طبع آزمائی کی لیکن وہ بنیادی طور پر نظم کے شاعر تھے۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر نظمیں کہی ہیں جن میں رومانی، اخلاقی، سیاسی اور انقلابی نظموں کی خاص اہمیت ہے۔ انھیں شاعرِ شباب، شاعرِ فطرت اور شاعرِ انقلاب کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

جوشؔ کو نظم ونثر دونوں پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ 'روحِ ادب'، 'نقش و نگار'، 'شعلہ و شبنم' وغیرہ ان کے اہم شعری مجموعے ہیں۔ 'یادوں کی برات' اور 'اوراقِ سحر' ان کی نثری تصانیف ہیں۔

4924CH07

رَب کی نعمتیں

اپنے مرکز سے نہ چل مُنہ پھیر کر بہرِ خدا — بھولتا ہے کوئی اپنی انتہا اور ابتدا
یاد ہے وہ دَور بھی تجھ کو کہ جب تو خاک تھا — کس نے اپنی سانس سے تجھ کو مُنوّر کر دیا

کب تک آخر اپنے رَب کی نعمتیں جُھٹلائے گا

سبز گہرے رنگ کی بیلیں چڑھی ہیں جا بجا — نرم شاخیں جھومتی ہیں رقص کرتی ہے صَبا
پھل وہ شاخوں میں لگے ہیں دِل فریب وخوش نما — جن کا ہر ریشہ ہے قند و شہد میں ڈوبا ہوا

کب تک آخر اپنے رَب کی نعمتیں جُھٹلائے گا

© NCERT not to be republished

پھول میں خوشبو بھری جنگل کی بوٹی میں دَوا
بحر سے موتی نکالے صاف روشن خوش نُما

آگ سے شعلہ نکالا ابُر سے آبِ صفا
کس سے ہوسکتا ہے اُس کی بخششوں کا حق اَدا

کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جُھٹلائے گا

صبح کے شفّاف تاروں سے برستی ہے ضِیا
شام کو رنگِ شفق کرتا ہے اِک محشر بپا

چودھویں کے چاند سے بہتا ہے دریا نوٗر کا
جھوٗم کر برسات میں اُٹھتی ہے متوالی گھٹا

کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جُھٹلائے گا

(جوشؔ ملیح آبادی)

© NCERT not to be republished

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

نعمت	:	اچھّی اچھّی چیزیں
مرکز	:	اصل، بنیاد
بہرِ خدا	:	خدا کے لیے
انتہا	:	آخر
ابتدا	:	شروع، آغاز
دَور	:	زمانہ
منوّر	:	روشن
سبز	:	ہرا
جابجا	:	جگہ جگہ
رقص	:	ناچ
صَبا	:	ہَوا
دِل فریب	:	اچھا لگنے والا، دل کو لُبھانے والا
خوش نُما	:	خوب صورت
قند	:	مٹھاس، شکر
بحر	:	سمندر
اَبر	:	بادل

© NCERT not to be republished

آبِ صفا	:	صاف پانی
بخشش	:	عطا کی ہوئی، دی ہوئی
ضِیا	:	روشنی
شفق	:	سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت آسمان کے کناروں پر پھیلنے والی سُرخی
محشر بپا کرنا (محاورہ)	:	ہلچل پیدا کرنا

ii۔ سوچیے اور بتایئے

1۔ اپنے مرکز سے مُنہ پھیرنے کا کیا مطلب ہے؟

2۔ شاعر نے شاخوں اور پھلوں کے بارے میں کیا خیال ظاہر کیا ہے؟

3۔ تیسرے بند میں شاعر نے خدا کی کن نعمتوں کا ذکر کیا ہے؟

4۔ آخری بند میں شاعر نے کن قدرتی مناظر کو بیان کیا ہے؟

5۔ ''کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جُھٹلائے گا'' اس سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

© NCERT not to be republished

(1913-2000)

علی سردار جعفری

علی سردار جعفری اُتر پردیش کے قصبہ بلرام پور میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ اور علی گڑھ میں تعلیم پائی۔ ’ان کا شمار اردو کے اہم شاعروں‘ اور ادیبوں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے ترقی پسند تحریک کو پروان چڑھانے میں اہم رول ادا کیا۔

علی سردار جعفری کا شمار اردو کے ممتاز ترقی پسند ادیبوں میں ہوتا ہے۔ ’خون کی لکیر‘، ’نئی دنیا کو سلام‘، ’پتھر کی دیوار‘، ’ایک خواب اور‘ ان کے اہم شعری مجموعے ہیں۔ ’ترقی پسند ادب‘ اور ’اقبال شناسی‘ ان کی کتابیں ہیں۔ انھوں نے ایک رسالہ ’گفتگو‘ جاری کیا اور بیرونی ملکوں کے سفر کیے۔

ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انھیں ’گیان پیٹھ ایوارڈ‘ اور ’اقبال سمّان‘ کے علاوہ کئی اہم انعامات سے بھی نوازا گیا۔

© NCERT not to be republished

4924CH08

نِوالا

ماں ہے ریشم کے کارخانے میں
باپ مصروف سُوتی مِل میں ہے
کوکھ سے ماں کی جب سے نکلا ہے
بچّہ کھولی کے کالے دِل میں ہے
جب یہاں سے نکل کے جائے گا
کارخانوں کے کام آئے گا
اپنے مجبور پیٹ کی خاطر

© NCERT not to be republished

بھوک سرمائے کی بڑھائے گا
ہاتھ سونے کے پھول اُگلیں گے
جسم چاندی کا دُھن لُٹائے گا
کھڑکیاں ہوں گی بینک کی روشن
خون اس کا دیے جلائے گا
یہ جو ننّھا ہے بھولا بھالا ہے
خونیں سرمائے کا نِوالا ہے
پوچھتی ہے یہ اس کی خاموشی
کوئی مجھ کو بچانے والا ہے

(علی سردارؔ جعفری)

© NCERT not to be republished

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

مصروف	:	کام میں لگا ہوا
کھولی	:	کوٹھری، ایک چھوٹا تنگ کمرہ
سرمایہ	:	دولت

ii۔ سوچیے اور بتائیے

1۔ نظم کے ابتدائی دو شعروں میں شاعر نے ماں، باپ اور بچّے کی کیا حالت بیان کی ہے؟

2۔ بچّے کے کارخانوں میں کام آنے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

3۔ بینک کی کھڑکیاں روشن ہونے کا کیا مطلب ہے؟

4۔ شاعر نے بچّے کو خونیں سرمایے کا نوالا کیوں کہا ہے؟

5۔ 'کوئی مجھ کو بچانے والا ہے'، کہہ کر شاعر نے ہمارے سماج کی کن کمزوریوں کی طرف اشارہ کیا ہے؟

© NCERT not to be republished

ساحؔر لدھیانوی

(1921-1980)

ساحؔر کا اصل نام عبدالحئی تھا۔ وہ لدھیانہ (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ طالب علمی کے وقت ہی سے شعر کہنے لگے اور ترقی پسند تحریک سے وابستہ ہوگئے۔ تلاشِ معاش میں پہلے دہلی آئے پھر ممبئی چلے گئے۔ یہاں انھوں نے فلموں کے لیے گیت لکھے۔

ساحر نے اپنی شاعری سے ہندوستانی فلمی گانوں کا معیار بہت بلند کیا۔ وہ اپنے زمانے کے بہت مشہور گیت کار تھے۔ فلمی گیتوں میں بھی ان کی شاعری کی خوبیاں موجود ہیں۔

عوام کے دُکھ درد کا احساس ان کے گیتوں میں نمایاں ہے۔ 'تلخیاں'، 'پرچھائیاں' اور 'آؤ کہ کوئی خواب بُنیں' ان کے اہم شعری مجموعے ہیں۔ 'گا تا جائے بنجارہ' ساحؔر کے فلمی گیتوں کا مجموعہ ہے۔

© NCERT not to be republished

4924CH09

اے وطن کی سرزمیں!

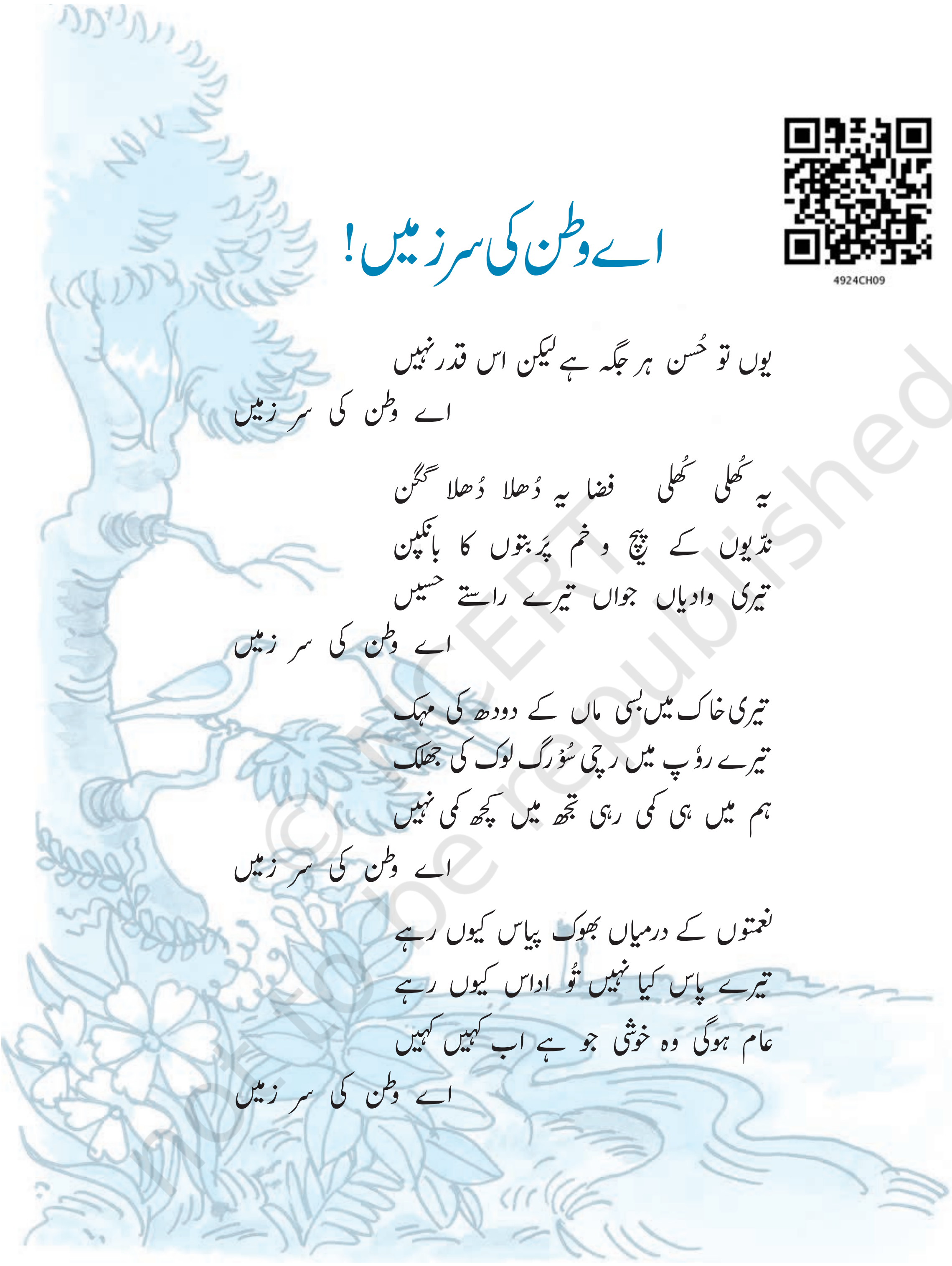

یوں تو حُسن ہر جگہ ہے لیکن اس قدر نہیں
اے وطن کی سرزمیں

یہ کُھلی کُھلی فضا یہ دُھلا دُھلا گگن
ندّیوں کے پیچ و خم پربتوں کا بانکپن
تیری وادیاں جواں تیرے راستے حسیں
اے وطن کی سرزمیں

تیری خاک میں بسی ماں کے دودھ کی مہک
تیرے روُپ میں رچی سُورگ لوک کی جھلک
ہم میں ہی کمی رہی تجھ میں کچھ کمی نہیں
اے وطن کی سرزمیں

نعمتوں کے درمیاں بھوک پیاس کیوں رہے
تیرے پاس کیا نہیں تُو اداس کیوں رہے
عام ہوگی وہ خوشی جو ہے اب کہیں کہیں
اے وطن کی سرزمیں

© NCERT not to be republished

تیری خاک کی قسم ہم تجھے سجائیں گے
ہر چُھپا ہوا ہُنر روشنی میں لائیں گے
آنے والے دَور کی برکتوں پہ رکھ یقیں
اے وطن کی سر زمیں

(ساؔحر لدھیانوی)

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

سرزمین : دھرتی
حُسن : خوب صورتی
فَضا : ماحول
گگن : آسمان
پیچ و خم : بل، گھماؤ
بانکپن : البیلا پن، شوخی
مہک : خوش بُو
ہُنر : فن، کاری گری
دَور : زمانہ، وقت
برکت : فائدہ، اِضافہ

© NCERT not to be republished

ii۔ سوچیے اور بتایئے

1۔ پہلے بند میں شاعر نے وطن کی کن خوبیوں کا ذکر کیا ہے؟

2۔ وطن کی خاک میں کس چیز کی مہک بسی ہوئی ہے؟

3۔ شاعر کو اپنے وطن کے روپ میں کیا نظر آتا ہے؟

4۔ شاعر نے اُداس نہ رہنے کی بات کیوں کہی ہے؟

5۔ شاعر وطن کو کس طرح سجانا چاہتا ہے؟

© NCERT not to be republished

(1914-1976)

جاں نثار اختر

جاں نثار اختر کا پورا نام سیّد جاں نثار حسین رضوی تھا۔ آبائی وطن قصبہ خیر آباد (یوپی) تھا۔ اُن کی پیدائش گوالیار میں ہوئی۔ وہ ایک ایسے گھرانے کے چشم و چراغ تھے جو کئی نسلوں سے علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ ان کے والد مضطر خیر آبادی اپنے دور کے مشہور شاعر تھے۔

جاں نثار اختر کی تعلیم گوالیار اور علی گڑھ میں ہوئی۔ کچھ عرصے تک حمیدیہ کالج، بھوپال میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اس کے بعد ممبئی چلے گئے اور ایک نغمہ نگار کے طور پر فلمی دنیا سے وابستہ ہو گئے۔

ان کے کلام کے سات مجموعے 'سَلاسِل'، 'تارِ گریباں'، 'نذرِ بُتاں'، 'جاوِداں'، 'گھر آنگن'، 'خاکِ دل' اور 'پچھلے پہر' شائع ہو چکے ہیں۔ انھیں 'سوویت دیس نہرو ایوارڈ' اور 'ساہتیہ اکادمی ایوارڈ' سے نوازا گیا۔

© NCERT not to be republished

کب ترے حُسن سے انکار کیا ہے میں نے

کب ترے حُسن سے انکار کیا ہے میں نے
زندگی تجھ سے بہت پیار کیا ہے میں نے

مُسکراتی ہے کبھی آنکھ میں کاجل بن کے
کسی سینے میں دھڑک اُٹھتی ہے آنچل بن کے

کبھی پھولوں کے کٹوروں سے چھلک جاتی ہے
کبھی شعلے کبھی شبنم سے لپک جاتی ہے

کیسے کیسے ترا دیدار کیا ہے میں نے
زندگی تجھ سے بہت پیار کیا ہے میں نے

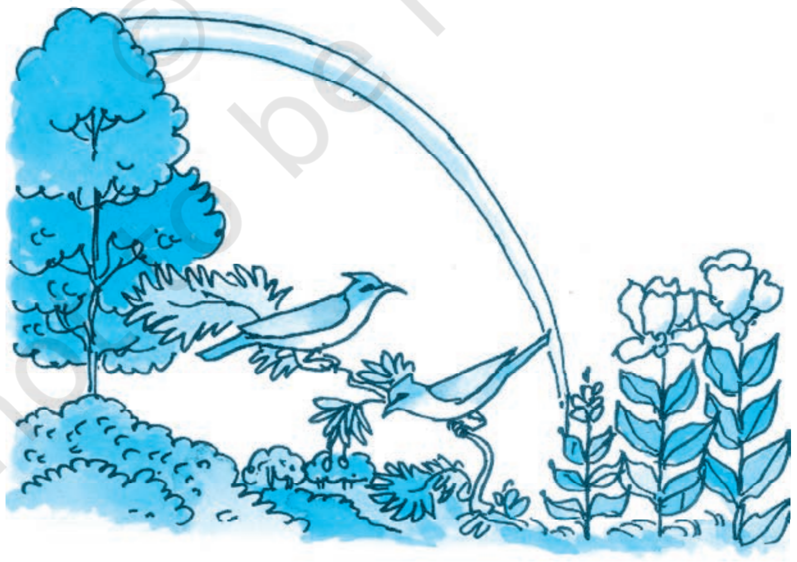

© NCERT not to be republished

تو ہر اِک رنگ میں ہر شے میں نظر آئی ہے
روشنی بن کے ستاروں سے اُتر آئی ہے
تیرے جادو، تری خوشبو، تری مُسکانوں کو
تیرے مچلے ہوئے اُمڈے ہوئے طوفانوں کو

اپنی سانسوں میں گرفتار کیا ہے میں نے
زندگی تجھ سے بہت پیار کیا ہے میں نے

تجھ کو چاہا تو مگر کوئی تقاضا نہ کیا
میں نے بھولے سے ترے پیار کو رُسوا نہ کیا
تو بتا! میں نے کبھی تجھ سے چُرائیں آنکھیں
تیرے چہرے سے کہاں میں نے ہٹائیں آنکھیں

خود کو کب تیرا گنہ گار کیا ہے میں نے
زندگی تجھ سے بہت پیار کیا ہے میں نے

موت آئے گی تو اک پل کی نہ مہلت دے گی
سانس لینے کی بھی کم بخت نہ فرصت دے گی
جیتے جی کس لیے پھر آپ کو ناشاد کریں
زندگی ایک بھی پل کیوں ترا برباد کریں

لمحہ لمحہ یہی اِصرار کیا ہے میں نے
زندگی تجھ سے بہت پیار کیا ہے میں نے

(جاں نثار اختر)

© NCERT not to be republished

مشق

i۔ معنی یاد کیجیے

دیدار کرنا	:	دیکھنا
شے	:	چیز
تقاضا کرنا	:	مانگنا
رُسوا	:	بدنام
آنکھیں چُرانا	:	کترانا
مہلت	:	فرصت
ناشاد	:	ناخوش، اداس
اِصرار کرنا	:	کسی بات پر بار بار زور دینا

ii۔ سوچیے اور بتایئے

1۔ شاعر کو زندگی کس کس روپ میں نظر آتی ہے؟

2۔ شاعر نے اپنی سانسوں میں کسے گرفتار کرنے کی بات کہی ہے؟

3۔ آنکھیں چُرانے سے کیا مراد ہے؟

4۔ شاعر زندگی کا ایک بھی پل کیوں برباد کرنا نہیں چاہتا؟

5۔ شاعر نے ہر لمحہ کیا اصرار کیا ہے؟

© NCERT not to be republished

نوٹ

© NCERT
not to be republished

نوٹ

© NCERT
not to be republished